مسلک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عشق رسول ﷺ

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

1- فصیح روڈ اسلام پارک لاہور فون: 7524903

مسلکِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز
1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور فون: 7594003

نام کتاب	....	مسلک صدیق اکبر، عشق رسول ﷺ
تالیف	....	مفتی محمد خان قادری
طابع	....	ملک محبوب الرسول قادری
باراوّل	....	1999ء
باردوم	....	ستمبر 2001ء
کتابت	....	سید قمر الحسن ضیغم قادری، لاہور
ناشر	....	کاروان اسلام پبلی کیشنز
		1۔ فصیح روڈ۔ اسلامیہ پارک لاہور (فون: 7594003)
قیمت	....	12 روپے

عرضِ ناشر!

۱۶۶ ک

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امت کا قلبی و حُبی تعلق نہ صرف افرادِ امتِ مسلمہ کے ایمان کی شناخت ہے بلکہ امت کی بقاء اور غلبۂ اسلام کی ضمانت بھی ہے۔ تاریخ کے اوراق شاہدِ عادل ہیں کہ جب تک امت کا تعلق نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استوار رہا، عزت و تمکنت اور غلبہ و عروج امت کا مقدر رہا۔ بڑی بڑی باطل اور سرکش طاقتیں اس کے زیرِ نگیں رہیں لیکن جوں جوں یہ رشتہ کمزور ہوتا چلا گیا امت کا عروج زوال میں بدلتا چلا گیا۔ ذلت و نکبت کے سایے گہرے ہوتے چلے گئے ۔

اُن کے جو غلام تھے، خلق کے پیشوا رہے
اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

اسلام دشمن طاقتوں کو خوب معلوم ہے کہ امتِ مسلمہ کو کمزور اور رسوا کرنے کی واحد اور یقینی صورت یہی ہے کہ اس کا تعلق حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ دیا جائے ۔

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

یہی وجہ ہے کہ وہ اس حوالے سے امت مسلمہ میں نت نئے فتنے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم افرادِ امتِ مسلمہ کو بھی یہ حقیقت باور کرائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا ٹوٹا ہوا تعلق بحال کرنے کی عملی مساعی کریں۔

کاروانِ اسلام نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے زیرِ نظر کتابچے کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ یہ کتابچہ جس شخصیت کے حوالے سے تحریر کیا گیا ہے وہ دنیائے عشق و مستی میں بے مثل و بے مثال ہے۔ یعنی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ علامہ اقبال نے اُن کے بارے میں کیا خوب کہا ہے ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے خدا کا رسولؐ بس

دعا ہے کہ اللہ رب العزت کاروانِ اسلام کی یہ کاوش قبول و منظور فرمائے اور اس کے جملہ معاونین و منتظمین کو اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازے آمین!

محمد محبوب الرسول قادری

ناظم نشر و اشاعت

کاروانِ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیتِ مبارکہ کے جتنے بھی پہلو ہیں ان تمام کا منبع عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اسی عشقِ رسول کا رنگ آپ کی شخصیت کے ہر ہر گوشے پر غالب نظر آتا ہے۔ آپ کا یہی وہ خصوصی امتیاز ہے جس کی مثال تاریخِ انسانیت میں نہیں ملتی۔

اگر عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ رقم کی جائے تو اس کا پہلا باب سیّدنا صدیقِ اکبرؓ ہی ہوں گے۔ اگر حضور علیہ السلام کی محبّت میں رِقّت اور درد وسوزِ دروں کی کیفیات اور وارفتگی وشیفتگی کے احوال کو جمع کیا جائے تو زبانِ قلم پر کرنے پر سب سے پہلا لفظ ابوبکر ہی ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کو سوز وعشق کی رمزوں سے شناسائی کرانے والے بھی ابوبکر ہی ہیں بلکہ ہمیں عشق ومحبّتِ مصطفوی مفہوم سے کماحقہٗ آشنا کروانے والی بھی یہی ہستی ہیں۔

اس مضمون میں ہم سیدنا صدیقِ اکبر کے لافانی اور ایمان نواز عشقِ رسول کی چند جھلکیاں پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم بھی اس چراغِ عشق کی لَو سے تاریک دلوں کی تنویر کا سامان کر سکیں۔

اہلِ محبّت کے نزدیک عشق ومحبت کے چند مسلّمہ تقاضے ہیں : مثلاً

۱۔ محبوب کی بات کو بغیر دلیل تسلیم کر لینا۔ (اتباعِ محبوب)

۲۔ محبوب کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز جاننا۔

۳۔ محبوب کو دیکھتے رہنے کی آرزو۔

۴۔ محبوب کا کمال درجے کا ادب۔

۵۔ جان و مال بلکہ ہر شے محبوب کے قدموں پہ نثار کر دینا۔

۶۔ فکر و خیال میں سوائے محبوب کے کسی اور کو وارد نہ ہونے دینا۔ (فکر کا قبلہ و کعبہ محبوب بن جاتا ہے)۔

۷۔ محبوب کے دوستوں سے محبت۔

۸۔ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت۔

۹۔ ہجرِ محبوب میں آنسو بہانا۔

۱۰۔ کثرتِ ذکرِ محبوب۔

۱۱۔ ذکرِ محبوب کی تعظیم۔

۱۲۔ محبوب کی پسند سے محبت۔

۱۔ بغیر دلیل طلب کیئے اِسلام قبول کرنا

محبوب کی بات کو بغیر دلیل کے ماننا آپ کی ذات میں اس درجہ پایا جاتا ہے کہ جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنی وحی نازل ہوئی تو سیدنا صدیق اکبر مکہ میں موجود نہ تھے بلکہ تجارت کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے۔ واپس آکر قریش کے سرداروں سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ سے کہا اے ابوبکر: تجھے ایک نئے واقعے کی اطلاع ہوئی ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ کونسا واقعہ ہے۔ انہوں نے کہا ابو طالب کے یتیم بھتیجے نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ "میں اللہ کا نبی ہوں"۔ جب آپ نے یہ بات سُنی تو آپ کا دل تڑپ اٹھا۔ گویا یہ آپ کے دل کی آواز تھی۔ وہاں سے رخصت ہو کر سیدھے

محبوبِ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا کیا آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا ہے؟ حضور علیہ السلام نے جب اس بات کی تصدیق کر دی تو اُسی لمحہ آپ نے اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا میں آپ کو اللہ کا برحق رسول مانتا ہوں۔ سراپا تسلیم گرفتارِ محبت نے نہ کوئی دلیل مانگی اور نہ ایمان لانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس کی۔ جہاں آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے بغیر دلیل کے محبوبِ خدا کی بات کو مان لیا وہیں آپ کو سب سے پہلے اسلام لانے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اعمال کو ہمیشہ سراہا اور مختلف مواقع پہ اس کا تذکرہ بھی فرمایا۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا،

"میں نے جس کے سامنے بھی اسلام پیش کیا اس نے تھوڑی بہت جھجک ضرور محسوس کی مگر جب ابوبکر کے سامنے اسلام پیش کیا تو انہوں نے بغیر کسی جھجک کے اس کو قبول کیا۔"

بخاری شریف میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ سیدنا صدیقِ اکبر اور فاروقِ اعظم کے درمیان کسی معاملہ میں ناراضگی ہو گئی۔ سیدنا صدیقِ اکبر نے سیدنا فاروقِ اعظم سے معذرت کی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ آپ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے عمر سے معذرت کی ہے مگر انہوں نے توجہ نہ دی۔

بعد میں حضرت عمرؓ کو بھی ندامت محسوس ہوئی کہ میں نے صدیقِ اکبرؓ کی معذرت قبول کیوں نہ کی۔ خود چل کر صدیقِ اکبر کے گھر گئے مگر آپ وہاں موجود نہ تھے لہٰذا وہ بھی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔ جب رسالت مآب نے عمر کو دیکھا تو روایت میں آتا ہے

فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر

"تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ (غصہ کی وجہ سے) متغیر ہو گیا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محسوس کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم

"اے اللہ کے رسول اس میں قصوروار میں ہوں۔"

یعنی سیدنا عمر کی سفارش کی تاکہ آقا ان سے ناراض نہ ہوں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فھل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا"

(البخاری ۱: ۵۱۷)

جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تم لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو تم سب نے میری تکذیب کی۔ ابوبکر ہی تھا جس نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال مجھ پر نثار کر دی۔ کیا تم میری خاطر میرے دوست کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دو دفعہ فرمایا۔ کیا اس (واقعہ) کے بعد اذیت پہنچائی جائے گی۔"

یعنی اگر میرے پیارے صدیق سے کوئی ایسی بات ہو ہی گئی تھی تو تم نے میری خاطر اس سے درگذر کیوں نہ کیا۔ تمہیں معلوم نہیں اس نے میری خاطر کتنی قربانیاں دی ہیں۔

واقعۂ معراج کو بلا دلیل ماننا

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول علیہ السلام کو اپنی تمام سلطنت کا مشاہدہ کرانے کے لیے معراج کی دولت سے نوازا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آکر قوم میں اعلان کیا کہ میں رات کے تھوڑے سے وقت میں مسجد حرام سے مسجد اقصٰی اور وہاں سے لامکاں تک ہو آیا ہوں۔ سدرۃ المنتہیٰ، جنت، عرش الٰہی حتٰی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی

۱۶۶

تمام کائنات کی سیر کروائی ہے ــــــــــ

تو اس اعلان پر کفار نے طوفان کھڑا کر دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں اتنی مسافت طے ہو جائے ۔؟

انہوں نے مختلف مسلمانوں کے پاس جاکر انہیں اسلام سے ورغلانے کی کوشش کی ۔ کافر ابھی سیدنا صدیق اکبرؓ کے پختہ ایمان سے بے خبر تھے ۔ بہت خوش ہوئے کہ آج صدیق اکبرؓ جیسا دانشور بھی جب یہ بات سنے گا تو وہ اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرے گا ۔

بڑے بڑے کافر سردار اکٹھے ہو کر سیدنا صدیق اکبر کے پاس پہنچے ۔ آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو ؟ کفار نے کہا کہ آج آپ سے ایک نہایت اہم کام ہے ۔ آپ یہ بتائیں ایک آدمی رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصٰی جاکر واپس آسکتا ہے ؟ اس کے علاوہ آسمانوں کی سیر اور لامکاں پر جا سکتا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ وہ خوش ہوئے کہ آج ہم کامیاب ہو گئے ۔ اس پر کفار نے کہا کہ اس بات کا دعوٰے تمہارے نبی نے کیا ہے ۔ جب صدیق اکبر نے یہ سنا تو فرمایا :

" اگر یہ بات میرے آقا کے منہ سے نکلی ہے تو میں اس کی
تصدیق کرتا ہوں ۔"

اس پر کفار خائب و خاسر واپس لوٹے ۔

یہاں یہ بات قابلِ توجہ ہے ۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ پہلے مجھے جاکر پوچھ لینے دو ۔ کیونکہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے تو ابھی واقعۂ معراج کے بارے میں کچھ سنا نہیں تھا ۔ لیکن آپ نے ؎ عقل قرباں کن بہ پیشِ مصطفٰی " کے مصداق فی الفور تصدیق کر دی ۔

طبقات ابن سعد میں آتا ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے فرمایا کہ جب میں واپس جاکر قوم میں اعلان کروں گا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے سفرِ معراج

سے نوازا ہے تو میری قوم اس بات کی تصدیق نہیں کرے گی۔ اس پر جبرئیلِ امین نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! کوئی کرے یا نہ کرے،

یصدقک ابوبکر فھو الصدیق

"ابوبکر ضرور تصدیق کرے گا اور وہی صدیق ہے۔"

۲۔ محبوب کو دیکھتے رہنے کی آرزو

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محب ہمہ وقت وصالِ یار کے لیے بے قرار و مضطرب رہتا ہے۔ محبوب کے دیدار کی حسرت اسے دن رات بے چین کیے دیتی ہے۔ اُسے دیدارِ محبوب میں جو لذّت حاصل ہوتی ہے وہ دنیا اور آخرت کی کسی اور شے میں نہیں ملتی۔ محبوب کے نہ ملنے پر کھانا پینا چھوٹ جاتا ہے۔ راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ جب تمام لوگ راتوں کو چین سے میٹھی نیند سو جاتے ہیں تو محب اپنے محبوب کی خاطر بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

قرآن مجید نے محبت کی انہی کیفیات کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے:

وکانو قلیلاً من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون۔	وہ راتوں کو بہت تھوڑا سوتے ہیں اور اوقاتِ سحری میں اپنے محبوب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

یہ بعض محبّوں کی کیفیت ہوتی ہے اور بعض کے بارے میں فرمایا کہ ہمارے چاہنے والے کبھی سوتے ہی نہیں بلکہ ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ:

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً۔	ان کے پہلو بستر سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو خوف اور شوق کی کیفیت کے ساتھ پکارتے ہیں۔

عارفِ کامل میاں محمد بخش رحمہ اللہ نے اسی کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے :

رات پوے تے بے درداں نوں نیند پیاری آوے

درد منداں نوں تانگ سجن دی سُتیاں آن جگاوے

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ محبت کے اسی ضابطے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

کل حبیب یحب لقاء حبیبہ (الشفاء ۲ : ۲۰)

"ہر محب کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے دیدار سے مشرف ہو"

اسی محبت کا اظہار اہلِ مدینہ نے ہجرت کے موقع پر آپ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری سے قبل اس ترانہ سے کیا :

غداً نلق الاحبہ محمداً و صحبہ ۔

"کل ہم اپنے محبوب آقا محمد اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کا شرف پائیں گے :

آئیے اب ہم اس محبِ صادق کی بات کرتے ہیں جس کی محبت کی مثال نہیں ملتی ۔

میں تجھے دیکھتا رہوں

ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا : مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں ۔

۱- خوشبو

۲- نیک خاتون

۳- نماز ، جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۔

اس پر پیکرِ محبت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں ۔

آپ نے فرمایا ، کون سی ہیں ؟

عرض کیا :

۱۔ النظر الی وجہ رسول اللہ ۔

"آپ کے چہرے کو تکتے رہنا"

۲۔ و انفاق مالی علی رسول اللہ ۔

"اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ مال آپ کے قدموں پر نچھاور کرنا ۔

۳۔ و ان یکون ابنتی تحت رسول اللہِ ۔

"اور میری بیٹی کا آپ کے نکاح میں آنا

(منبہات ابنِ حجر ۲۱ -۲۲)

یہ مبارک کلمات اس محبِ صادق کی زبان سے اتنے خلوص سے نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو کامل طور پر پورا فرمادیا - آپ کی صاجزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقد میں قبول فرمالیا ۔ سفر و حضر میں رفاقتِ مصطفوی نصیب رہی اور آپ کی دولت حضور علیہ السلام کے مشن میں صرف ہوئی ۔

غارِ ثور میں دیدارِ یار

ہجرت کی رات حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو حکم دیا میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور سیدنا صدیقِ اکبر کو ساتھ چلنے کا حکم دیا - دونوں مقدس شخصیات نے مکہ سے کچھ فاصلے پر واقع غارِ ثور میں قیام کیا اور یہ قیام تین دن رہا - اس موقع پر غارِ ثور میں سوائے ان دو ذاتوں کے اور کوئی نہ تھا - ادھر محبوب کا حسین ترین چہرہ تھا

اور ادھر شوقِ دیدار سے مملو صدیق اکبر کی نگاہیں تھیں۔ اللہ اللہ تین دن تک دیدار بلا شرکت غیرے رہا۔ صدیق اکبر دو جہاں قربان تیرے نصیبوں پر۔ ان لمحات کی قدر و منزلت صحابہ کرام سے پوچھیے!

فاروقِ اعظم کا رفاقتِ غار پر رشک کرنا

ایک دفعہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا صدیق اکبر کا ذکر ہوا تو آپ ان کا نام سنتے ہی زار و قطار رو پڑے اور کہنے لگے۔ کاش میرے تمام عمر کے اعمال ابوبکرؓ کے ایک رات اور دن کے اعمال کے برابر ہو جائیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کونسی رات اور دن ہے جس کا اتنا بڑا درجہ اور مقام ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اما لیلۃ فلیلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغار فلما انتہیا الیہ قال واللہ لا تدخل حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیء اصابنی دونک فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقباً فشق ازارہ وسدھا بہ وبقی منھا اثنان فالقمھما رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ من الحجر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ۵۵۶)

"رات سے مراد ہجرت کی رات ہے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے پیارے آقا

کے ساتھ غارِ ثور پہنچے۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ذرا ٹھہریئے۔ میں پہلے غار میں داخل ہوتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی نقصان دہ شے ہوئی تو مجھے نقصان دے اور آپ محفوظ رہیں۔ آپ نے داخل ہو کر تمام غار صاف کیا۔ اس کی مختلف جانبوں سے سوراخ تھے۔ اپنے تہبند کو پھاڑ کر کپڑے سے ان کو بند کر دیا۔ لیکن کپڑا ختم ہو جانے کی وجہ سے دو سوراخ خالی رہ گئے۔ ان پر پاؤں رکھ لیے۔ اور پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر تشریف لانے کے لیے عرض کیا۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابوبکر کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما ہوئے۔ سوراخ سے کسی زہریلی شے (سانپ) نے آپ کے پاؤں کو کاٹا مگر آپ نے اس کو حرکت نہ دی کہ کہیں میرے آقا کی نیند میں خلل واقع نہ ہو جائے لیکن زہر نے اتنا اثر کیا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور ابوبکر سے رونے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے عرض کیا: میرے پاؤں میں کسی زہریلی شے نے کاٹ لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور علاج اپنا متبرک لعابِ دہن لگایا۔ اسی وقت درد و تکلیف جاتی رہی۔"

دیدارِ محبوب میں محویت کا عالم

مذکورہ واقعہ جس طرح اس رات کے اعلیٰ ہونے پر دلیل ہے۔ وہاں یہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیتِ دیدار کی محویت کو بھی واضح کر رہا ہے کہ آپ دیدارِ محبوب میں اس قدر مگن ہوئے اور آنکھیں آپ کے چہرۂ اقدس پر لگائیں کہ آپ کے آنسو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم بیدار ہوئے وہ عاشق جو پاؤں کے کٹنے اور تمام جسم میں زہر کے اثر کے پھیل جانے کی اس لیے فکر نہیں کرتا کہ کہیں نیند میں خلل نہ آ جائے، اس کے لیے لازم تھا کہ اپنی نگاہوں کو دوسری طرف پھیر لیتا تاکہ آنسوؤں کے گرنے کی وجہ سے بھی خلل نہ آتا مگر محبِ صادق اس میں ایسا بے خود ہوتا ہے کہ اُسے دیدارِ یار میں ہوش ہی نہیں رہتا کہ مجھے چہرہ پھیر لینا چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس موقعہ پہ دیدارِ محبوب کے لیے آنکھیں لگائے رکھیں۔

١٦٦

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مہرِ تصدیق

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے قول (میری زندگی کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک رات کی نیکی کے برابر نہیں) پر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہرِ تصدیق ثبت فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک چاندنی رات میں محبوبِ خدا میری گود میں سرِ اقدس رکھ کر آرام فرما تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آسمانوں کے ستاروں کی تعداد کے برابر کسی مسلمان کی نیکیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میرے عمر کی نیکیاں ان ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ میں نے عرض کیا:

فاین حسنات ابی بکر

"میرے والدِ گرامی ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان جمیع حسنات عمر لحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر۔

"عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے فقط ایک نیکی کے برابر ہیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح ص۵۶)

جمالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر

غارِ ثور کے تین دن اور تین راتوں میں ابوبکر صدیق کو جو تنہا دیدار و توجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی، اس کے فیض سے ابوبکرؓ سراپائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح مظہر بن گئے تھے کہ اب اس کے بعد کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔ کیونکہ چہرہ اگرچہ ابوبکر کا تھا مگر جمالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ قامت ابوبکر کی تھی مگر رفتار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ زبان اگرچہ ابوبکر کی تھی مگر گفتار محبوبِ کریم کی تھی۔ تجلیاتِ رسالت بلاشرکت غیرے بلاواسطہ آپؓ کے جسم میں منعکس ہو چکی تھیں۔

بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہجرت کے وقت مدینہ طیبہ میں پہنچنے کا منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے اور لوگ جوق در جوق ملنے آ رہے تھے۔ لیکن اکثر ان میں یہ پہچان نہ رکھتے تھے کہ ان میں اللہ کے رسول کون ہیں۔ بلکہ بعض ابوبکرؓ کو اللہ کا رسول سمجھ کر سلام کرتے۔ حالانکہ ابوبکر کھڑے ہو کر لوگوں کی راہنمائی کر رہے تھے۔ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکن جمال کی یکسانیت کی وجہ سے امتیاز دشوار تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو محسوس کیا۔

فاقبل ابوبکر حتی ظلل علیہ بردائہ فعرف الناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (البخاری ۱، ۵۵۵)

"تو آپ نے چادر لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تان لی۔ پس لوگوں نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا۔"

یعنی آپ نے بطورِ خدمت چادر اٹھا کر تان لی تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ غلام اور خادم ہیں اور یہ میرے آقا ہیں۔

دیدارِ محبوب کے بغیر کھانا پینا پسند نہ تھا

اسلام کا پہلا تعلیمی و تبلیغی مرکز کوہِ صفا کے دامن میں واقع دارِ ارقم تھا۔ اس میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس فرماتے۔ ابھی مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تھی کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے اعلانیہ دعوتِ اسلام کی اجازت چاہی۔ اصرار کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمادی۔ آپ نے بلند آواز سے خطبہ دیا۔ نتیجۃً کفار نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہو گئے۔ کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر لے گئے۔ اور انتقام اور بدلے کے بارے میں غور کرنے لگے۔ آپ کے والد ابو قحافہ والدہ سلمیٰ ام الخیر اور آپ کا تمام خاندان وہاں بیٹھ کر غیض و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ شام تک یہ کیفیت برقرار رہی۔ بلانے کی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی۔ غروبِ آفتاب کا وقت قریب آیا تو ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنکھیں کھولیں۔ اقرباء سمجھے کہ اب یہ دوائی یا پانی وغیرہ کی خواہش کا اظہار کریں گے۔ لیکن جب انہوں نے آپ کے ہونٹوں کی جنبش محسوس کی تو انہوں نے اپنے کان ابوبکر کے ہونٹوں کے قریب کیے۔ یہ پروانۂ مصطفوی اپنے لرزتے ہونٹوں سے یہ کہہ رہا تھا:

ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"لوگو! مجھے بتاؤ! میرے آقا کس حال میں ہیں؟"

آپ کے والدین ابھی کافر ہی تھے۔ انہیں بڑا غصہ آیا۔ وہ ملامت کرنے لگے کہ

جس کی وجہ سے تجھے اتنی تکلیف آئی۔ تو پھر ان کا ذکر کر رہا ہے۔ انہوں نے آپ کو یادِ محبوب سے دوسری طرف لیجانے کی بہت کوشش کی۔ کبھی کھانے کو کہتے۔ کبھی تکلیف کے بارے میں سوال کرتے اور دوائی کا ذکر کرتے مگر آپ نے فرمایا:

فان للّٰہ تبارک علی الیہ ان لا اذوق طعامًا وشرابًا

روا تی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(تاریخ الخمیس ۱: ۲۹۷)

"خدائے بزرگ و برتر کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک میں اپنی ان آنکھوں سے اپنے محبوب کو بخیریت دیکھ نہ لوں۔"

شمع چراغِ مصطفوی کے اس پروانے کو سہارا دے کر دار ارقم پر لایا گیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دیوانے کو آتے دیکھا تو آگے بڑھ کر اور لپک کر عاشقِ زار کے بوسے لینے شروع کر دیئے۔ پھر کیا تھا۔۔۔ تمام غم بھول گئے۔

صدیقِ اکبرؓ نے عرض کیا یہ میری والدہ ماجدہ ہیں، ان کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا فرمائی اور وہ وہیں دولتِ ایمان سے شرف یاب ہوگئیں۔

آپ کے جسم کی قوت دیدارِ محبوب تھی

سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا جسم آپ کا دل و دماغ عشقِ نبوی سے اس طرح معمور ہو چکا تھا کہ آپ اس کی طاقت کی بنا پر ہی دنیا کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ کی اسی بے مثال محبت و عشق کی وجہ سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دیگر صحابہ سے فرمایا کرتے کہ اگر کسی شخص نے میری محبت میں سوختہ انسان کو دیکھنا ہے تو وہ میرے ابوبکر کو دیکھ لے۔

ارشادِ نبوی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

من اراد ان ینظر الی ملیت یمشی فی الارض فلینظر الی ابی بکر۔ (شواھد الحق ، نبھانی)

"جو کوئی ارادہ رکھتا ہو کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو (اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں) جل کر راکھ ہونے کے باوجود زمین پر چلتا ہے تو وہ ابوبکر کو دیکھے"

بھوک اور پیاس کا مداوا ـــــ دیدارِ محبوب

سیدنا صدیق اکبر کا دیدارِ شوق اس حد تک تھا کہ آپ بھوک اور پیاس بھی آپ ہی کے دیدار سے بجھاتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت گھر سے باہر تشریف لائے کہ پہلے کبھی بھی اس وقت باہر تشریف نہ لاتے تھے۔ اور نہ ہی یہ ملاقات کا وقت تھا۔ اچانک سیدنا صدیقِ اکبر بھی آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

ماجاء بکَ یا ابابکر

"اے ابوبکر ایسے وقت میں تم کیسے آئے؟"

آپ نے عرض کیا:

خرجتُ القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجھہ والتسلیم علیہ۔

"دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے آقا سے ملاقات کروں۔ اور آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنے دل کی پیاس کو بجھاؤں اور سلام عرض کروں"۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ فاروقِ اعظم بھی آگئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماجاء بکَ یا عمر؟

آے عمر تم کیسے آئے ہو؟

انہوں نے عرض کیا،

الجوع یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"یارسول اللہ بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں غلاموں کو لے کر ایک صحابی ابوالہیثم کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اس انصاری نے بہت خوشی کا اظہار کیا۔ چادر بچھائی اور کھجوروں کے خوشے پیش کئے:

اس واقعہ میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی بات واضح طور پر فرمادی۔ اگرچہ صدیق اکبر بھی اسی وجہ سے آئے تھے مگر اس کا اظہار ان کے انداز پہ نہ کیا۔ محدثین نے اس کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کا چہرۂ انور دیکھ کر ان کی بھوک ختم ہوگئی۔ اس لیے بھوک کا خیال ہی جاتا رہا۔ لہذا عرض کیا کہ دیدار کے لیے حاضر ہوا ہوں۔

شوقِ دیدار کی والہانہ کیفیت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہجر و فراقِ نبی میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میرے والد گرامی سارا دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے۔ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آتے تو جدائی کے چند لمحے کاٹنا بھی ان کے لیے دشوار ہو جاتا۔ وہ ساری ساری رات ماہیٔ بے آب کی طرح بے تاب رہتے۔ ہجر و فراق میں جلنے کی وجہ سے ان کے جگر سوختہ سے اس طرح آہِ سرد اٹھتی جس طرح کوئی چیز جل رہی ہے اور یہ کیفیت اسوقت

تک رہتی جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو نہ دیکھ لیتے۔"

آخری دیدار اور بوسۂ چہرۂ نبوی

اللہ تعالیٰ نے شوقِ دید کی آرزو اس طرح قبول فرمائی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس عظیم دولت سے مالامال ہوئے اور صرف چہرۂ مصطفوی کا دیدار نہیں بلکہ بوسہ بھی نصیب ہوا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق مقامِ سنح میں تھے۔ اطلاع ملنے پر مسجدِ نبوی میں آئے۔ دیکھا کہ تمام صحابہ مسجدِ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ انور کے ارد گرد بیٹھے رو رہے ہیں۔

فتیمم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مسجی ببرد حبرہ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ فقبلہ ثم بکی فقال بابی انت یا نبی اللہ لا یجمع اللہ مرتین اما الموتہ التی کتب اللہ علیہ فقد متھا۔

"ابوبکر آتے ہی بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یمنی سفید چادر میں تشریف فرما تھے۔ ابوبکر نے چہرۂ اقدس سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر بوسے لینے شروع کر دیئے۔ زار و قطار روتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

"یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ پر اللہ تعالیٰ دو مرتبہ موت وارد نہیں کرے گا۔ بس ایک دفعہ آپ پر موت وارد ہونا تھی جو ہو گئی۔"

اس کے بعد آپ باہر تشریف لائے۔ تمام صحابہ کو جمع کر کے صبر کی تلقین کی اور اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

وصال کا سبب ہجر و فراقِ رسول ہی تھا

جب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو اس کے بعد صدیق اک
کا دنیا میں رہنا مشکل ہوگیا تھا۔ دن رات آپؐ کی یادوں میں آنسو بہانا آپ کا معمول بن گ
حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ سیدنا صدیقِ اکبر کے وصال مبارک کا سبب
بھی ہجر و فراقِ رسول ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا جسم مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
فرقت میں رونے کی وجہ سے نہایت ہی لاغر اور کمزور ہو چکا تھا۔

کان سبب موت ابی ابکر الکمد علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم فما زال جسمہ یحوی حتی مات۔

(مسند ابی بکر صدیق ۱۹۸)

"ابوبکرؓ کی موت کا سبب وصالِ نبی کا غم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فراق میں آپ کا جسم نہایت کمزور ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔"

اوصلوا الحبیب الی الحبیب

اللہ تعالیٰ نے آپ کے شوقِ دیدار اور ملاقات کو صرف یہ ہی شرف نہیں بخشا
کہ فقط دنیا میں، سفر و حضر میں رفاقتِ نبوی بخشی، بلکہ مزار میں بھی یہ رفاقت بحال رکھی
جب سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری
وفات کے بعد میری میت کو درِ محبوب پر لے جائیں اور میرا فیصلہ آپ کے سپرد کر دیں
اگر منظوری ہو جائے تو پیش کر دیں۔ ورنہ جہاں چاہیں دفن کر دیں۔ آپ کی وصیت
کے مطابق صحابہ نے آپ کی چارپائی اٹھا کر حضور علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں پیش
کر دی۔ بس محبتِ صادق کے آنے کی دیر تھی دروازہ کھل گیا اور آواز آئی :

اوصلوا الحبیب الی الحبیب۔ (تفسیر کبیر)

"دوست کو دوست کے ساتھ جلدی ملا دو۔"

اس محبِ صادق نے اپنے محبوب کو دنیا و آخرت میں اس طرح پا لیا کہ اب جدائی ممکن ہی نہیں۔

آں اَمَنّ النّاس بر مولائے ما
آں کلیمِ اوّلِ سینائے ما
ہمّتِ او کشتِ ملّت را چو ابر
ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر

(اقبال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسن و جمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ

آپ ہر عیب سے مُبرّا اور پاک پیدا کیے گئے ہیں

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

گویا کہ جیسے آپ چاہتے تھے ویسا ہی آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔

(مدح سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

امیر کاروان اسلام، محقق العصر حضرت علامہ

مفتی محمد خان قادری

کی تصانیف

1. شاہکار ربوبیت
2. ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ
3. حضور ﷺ کا سفر حج
4. امتیازات مصطفیٰ ﷺ
5. در رسول ﷺ کی حاضری
6. ذخائر محمدیہ
7. محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
8. فضائل نعلین حضور ﷺ
9. شرح سلام رضا
10. حبیب خدا ﷺ سیدہ آمنہ کی گود میں
11. نور خدا ﷺ سیدہ حلیمہ کے گھر
12. نماز میں خشوع وخضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
13. حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
14. اسلام اور تحدید ازواج
15. اسلام میں چھٹی کا تصور
16. مسلک صدیق اکبرؓ عشق رسول ﷺ
17. شب قدر اور اس کی فضیلت
18. صحابہ اور تصور رسول ﷺ
19. مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب ومستی
20. اسلام اور احترام والدین
21. حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے؟
22. صحابہ کی وصیتیں
23. رفعت ذکر نبوی
24. کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
25. حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
26. ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
27. عورت کی امامت کا مسئلہ
28. عورت کی کتابت کا مسئلہ
29. منہاج النحو
30. منہاج المنطق
31. معارف الاحکام
32. ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
33. ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
34. ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
35. ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
36. ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
37. ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
38. صحابہ اور محافل نعت
39. صحابہ کے معمولات
40. خواب کی شرعی حیثیت
41. مزاح نبوی ﷺ
42. تبسم نبوی ﷺ
43. گریہ نبوی ﷺ
44. مجلس نبوی ﷺ
45. فضائل وبرکات زمزم
46. اللہ اللہ حضور ﷺ کی باتیں
47. جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
48. کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
49. ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
50. مقصد اعتکاف
51. سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
52. صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
53. رسول اللہ ﷺ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں
54. محبت واطاعت نبوی ﷺ
55. آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
56. نعل پاک حضور ﷺ
57. صحابہ اور علم نبوی ﷺ
58. روح ایمان، محبت رسول ﷺ
59. امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت
60. احادیث توسل پر اعتراضات کا علمی محاکمہ

کاروان اسلام پبلیکیشنز

1- فصیح روڈ اسلامیہ پارک، لاہور 7594003